در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

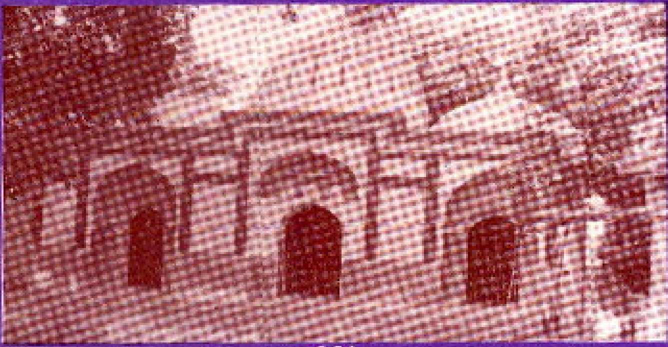

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی (علمی، ادبی) پشاور کا

یادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۷ | جلد نمبر ۶

۱۶ ستمبر ۱۹۹۵ء | ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱-	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲-	اظہار تمنا (نعت شریف)	حضرت علامہ بیدل فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	۴
۳-	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴-	انوار علی المرتضیٰ	مدیر اعلیٰ	۹
۵-	بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	پیرزادہ سید نصیر الدین شاہ صاحب گیلانی	۱۲
۶-	تخلیق کائنات	الحاج صوفی مشتاق احمد (ایم اے)	۱۴
۷-	ہومیوپیتھی ایک مختصر تعارف	ڈاکٹر سید زمرد شاہ	۲۰
۸-	فکر کی بات	اکبر خان (ایم اے)	۲۷
۹-	تبصرہ کتب	سید محمد انور شاہ قادری	۳۱

شذرہ — مدیر اعلیٰ

آخر نظامِ مصطفیٰ کب نافذ ہوگا؟

وحشت و بربریت اور ظلمت و گمراہی کی دلدل میں پھنسی ہوئی انسانیت کو محسنِ انسانیت، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایسے مقدس اور پاکیزہ نظامِ حیات سے روشناس فرمایا جس کی بدولت وہ قعرِ مذلت سے نکل کر اوجِ ثریا سے ہمکنار ہوئی۔ یہ بابرکت نظام نظامِ مصطفیٰ کے نام سے معروف ہوا اور مسلمان جب تک اس نظام کے زیرِ سایہ زندگی بسر کرتے رہے دین و دنیا کی کامیابیاں اُن کے قدم چومتی رہیں اور اس نظام کے فیوض و برکات سے اپنے وقت کی دو عظیم مملکتوں روم و ایران کو عربوں کے سامنے سرنگوں ہونا پڑا۔ لیکن جب سے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس نظامِ مصطفیٰ سے مُنہ موڑا تو ہر قسم کی ناکامیاں اُن کا مقدر بن گئیں اور وہ دُنیا میں ذلیل خوار ہو کر رہ گئے۔

چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر پھر دُنیا کو اس عظیم الشان نظام کی قوت دیکھنی نصیب ہوئی کہ جب مسلم لیگ کے اکابرین نے نظامِ مصطفیٰ کے قیام کے لیے ایک الگ وطن کا مطالبہ کرتے ہوئے یہ نعرہ بلند کیا کہ "پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ" تو ہر مرد و زن اور بوڑھے و جوان کی زبان پر یہ نعرہ جاری ہوگیا چنانچہ انگریز و کانگریس اور نیشنلسٹ مسلمانوں کو مجبور ہو کر تقسیمِ ہندوستان کا مطالبہ تسلیم کرنا پڑا اور یوں ہمارا پیارا وطن پاکستان معرضِ وجود میں آیا لیکن زمامِ حکومت

سنبھالنے کے بعد برسرِاقتدار طبقے نے نظامِ مصطفیٰ کا وعدہ پس پشت ڈال کر مغربی دنیا کے خود ساختہ نظاموں کو آزمانا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں آمریت، استعماریت، رشوت اور اقرباء پروری بڑھنے لگی۔ عوام کے بنیادی حقوق غصب ہونے لگے جس کی بدولت ان کی بے چینی و بے اطمینانی میں اضافہ ہونے لگا۔ اور یوں آزادی کی سلور جوبلی سے قبل ہی پاکستان دو لخت ہو گیا لیکن اربابِ اختیار کو پھر بھی ہوش نہ آیا اور اب صورت حال یہ ہے کہ کرپشن اور مہنگائی نے اہلِ پاکستان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، علاوہ ازیں نسلی و لسانی عصبیت کا گراف دن بہ دن بلند ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس کا انجام خدانخواستہ مزید تقسیم کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ جس کا کوئی بھی پاکستانی متحمل نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا اس تکلیف دہ صورتحال سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ تمام محب وطن حضرات چاہے کسی بھی سیاسی پارٹی، مسلک یا مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے ہوں متحد ہو کر نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نفاذ کے لیے جدوجہد کریں۔ بصورتِ دیگر انہیں نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیئے کہ سوائے پچھتاوے کے اُن کے حصے میں کچھ نہیں آئے گا۔ ؎

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دیکھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اظہارِ تمنّا

حضرت علامہ بیدل فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

کاش ہم عالمِ رؤیا میں نظارا کرتے
آپ کو دیکھ کر پھر کچھ بھی نہ دیکھا کرتے

ہم کھڑے ہوتے کبھی بیٹھتے سجدہ کرتے
زندگی یوں درِ اقدس پہ گزارا کرتے

حالِ دل آپ سے اشکوں کی زبانی کہتے
یوں ادب سے لبِ خاموش کو گویا کرتے

روزِ محشر انھیں دیکھا جو گنہ گاروں نے
اُن کے دامن سے لپٹ ہی تو گئے کیا کرتے

آپ کے در پہ جبیں رکھ کے اُٹھاتے نہ کبھی
ہم تو اس حُسنِ عقیدت کو نہ رُسوا کرتے

لب کُشائی درِ اقدس پہ ہے گو سُوءِ ادب
اپنے اشکوں سے ہی اظہارِ تمنّا کرتے

نُورِ ایماں ہی نہیں قلب و نظر میں ورنہ
ہم تو انگشت کو رشکِ یدِ بیضاء کرتے

اب تو یارب یہ تمنّا یہ دُعا ہے میری
جان نکلے تو فقط ذکر انہیں کا کرتے

ہمیں مل جاتا اگر اذنِ حضوری بیدل
واپسی کا کبھی ہرگز نہ ارادہ کرتے

تفسیر القرآن الحسنیہ

گذشتہ سے پیوستہ — مدیر اعلیٰ

وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ﴿۴۹﴾

ترجمہ :- اور جب ہم نے تم کو فرعون کے متبعین سے نجات دی جبکہ وہ تمہیں دکھ پہنچاتے تھے جو انتہائی بری سزا تھی، تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور تمہارے رب کی طرف سے ان واقعات میں تمہارے لیئے ایک بہت بڑی آزمائش تھی۔

لغت :- آلِ : پیروکار، متبعین : لشکری، گھر والے قرابت دار، رشتہ دار اس کا معنی کرتے ہوئے قرینہ دیکھا جاتا ہے۔ یہاں پر یہ فرعون کے متبعین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یسومونکم : وہ تم کو دکھ دیتے تھے، جمع مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے اس کا مصدر سَوْمٌ ہے جس کے معنی ہیں برائی پہنچانا۔ دکھ، اذیت تکلیف اور طرح طرح کے عذاب دینا۔ یَسْتَحْیُوْنَ : وہ زندہ چھوڑ دیتے تھے، جمع مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے۔ بَلَآءٌ : آزمائش امتحان ابتلاء، یہ نعمت اور مصیبت دونوں کے لحاظ سے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کبھی تو بندوں کو فراخی دے کر آزماتا ہے تاکہ وہ شکر گذار بن جائیں اور کبھی تنگی کے ذریعے امتحان فرماتا ہے تاکہ وہ صبر میں پورے اتریں۔

تفسیر :- باری تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو تخاطب اور ان پر کیئے جانے والے انعام و اکرام کا سلسلہ جاری ہے تاکہ وہ ان نعمتوں کو یاد کر کے پہلے

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آئیں اور قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ کا کلام برحق تسلیم کرلیں۔ چنانچہ اس آیۂ کریمہ میں بنی اسرائیل کو فرعون اور اُس کے کارندوں کے ظلم وستم سے نجات کا واقعہ یاد دلایا جارہا ہے جبکہ فرعون کے حکم سے بنی اسرائیل کے ہاں جو بیٹے پیدا ہوتے انہیں قتل کردیا جاتا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیا جاتا جو بڑی ہو کر فرعون اور اس کے پیروکاروں کی لونڈیاں بنتیں ۔۔۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر کرتے ہُوئے لکھتے ہیں۔

"ان فرعون جعل بنی اسرائیل اصنافاً فی الاعمال یبنون ویحرثون ویحملون الاثقال ویودون الجزیۃ والنساء یغزلن لھم" ؎۲

(فرعون بنی اسرائیل کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رکھتا تھا اُن سے عمارتیں تعمیر کرواتا، کھیتوں میں کام لیتا، بوجھ اٹھواتا، جزیہ لیتا اور اُن کی عورتوں سے سُوت کتواتا تھا)

دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل پر ایک بہت بڑی آزمائش تھی۔ اور آزمائش دو طرح سے ہوتی ہے کبھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو انعام واکرام سے نواز کر اُن کے شکر وسپاس کا امتحان لیتا ہے اور بسا اوقات انھیں رنج وآلام میں مبتلا کر کے ان کے صبر واستقامت کو آزماتا ہے۔ بنی اسرائیل کو دونوں طرح سے آزمایا گیا۔

صاحب لطائف الاشارات لکھتے ہیں۔

"نعمۃ عظیمۃ وقیل محنۃ شدیدۃ وفی الحقیقۃ ماکان

من اللّٰہ فی الظاہر محنۃ فھو فی الحقیقۃ لمن عرفہ نعمۃ ومنۃ[۳]

(آزمائش ایک عظیم نعمت اور انتہائی کوفت کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بندے پر ظاہر میں وقوع پذیر ہوتا ہے تو درحقیقت یہ نعمت اور احسان ہے اُس شخص کے لیئے جو حقائق سے آگاہ ہو۔)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ بلاء من ربکم عظیم یقول نعمۃ"[۴]

(ابن جریر وابن حاتم نے تخریج کی ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ بلاء من ربکم عظیم کے معنی نعمت ہیں۔)

حضرت علامہ مولانا نعیم الدین صاحب مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کنزالایمان کے حاشیے پر رقم طراز ہیں:۔

"آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور شدت ومحنت سے بھی۔ نعمت سے مراد بندہ کی شکر گزاری اور محنت سے اس کے صبر کا حال ظاہر ہوتا ہے، اگر ذالکم کا اشارہ فرعون کے مظالم کی طرف ہو تو بلا سے محنت ومصیبت مراد ہوگی اور اگر ان مظالم سے نجات دینے کی طرف ہو تو نعمت"[۵]

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری تحریر فرماتے ہیں:

"مصیبت اور نعمت دونوں میں آزمائش ہے پہلی میں صبر وثبات کی، دوسری میں شکر وسپاس کی، ذالکم کا مشار الیہ یہ دونوں چیزیں ہیں قتل اولاد کی مصیبت اور اس سے نجات نعمت ہے"

سہ[۱] عبدالرشید، لغات القرآن، ندوۃ المصنفین دہلی ج ۲ ص[۲۶]

سہ[۲] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، اشاعۃ العلوم حیدرآباد ج ۱ ص[۶۸]۔

سہ[۳] امام قشیری، لطائف الاشارات، مرکز تحقیق التراث مصر ۱۹۸۸ء ج ۱ ص[۸۹]۔

سہ[۴] جلال الدین سیوطی، درمنثور، دار المعرفہ بیروت ج ۱ ص[۶۹]

سہ[۵] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان، کنزالایمان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ص[۱۴]۔

سہ[۶] پیر محمد اکرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ج ۱ ص[۵۶]

بقیہ ص[۳]

دین اسلام واحد دین ہے جو کہ حاکم سے لے کر ایک ادنیٰ فرد تک کا محاسبہ کرتا ہے اور سب کو اپنے حقوق انصاف سے مہیا کرتا ہے۔ کسی ظالم حاکم کو قطعی قبول نہیں کرتا بلکہ اپنی حد میں رہ کر حکومت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ بھی اس صورت میں کہ حکومت کرنے والا یہ سمجھے گا کہ اقتدار اعلیٰ کا اصل مالک اللہ تعالیٰ رب العزت ہے اور میں محض اس کے رسول ﷺ کا نائب ہوں

دراصل یہ حاکم عوام کا خادم ہوتا ہے نہ کہ جائز و ناجائز احکامات صادر کرنے والا۔ عوام کو ان کے حقوق پہنچاتا ہے اور ان کی پاسداری کرتا ہے۔ خلفاء راشدین کا دور خلافت ہمارے لئے نمونہ و مشعل راہ ہے انہی اصولوں اور عوامل میں ہماری ترقی ہے اور انہی میں ہماری بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عوامل پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ

گزشتہ سے پیوستہ — مدیرِ اعلیٰ

حدیث نمبر ۱۶ انبأنا احمد بن یحییٰ الکوفی قال حدثنا علی وهو
ابن قادم قال حدثنا اسرائیل عن عبد اللہ
بن شریک عن حارث بن مالک قال سعد بن مالک قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزا علی ناقۃ الحمراء
وخلف علیا فجاء علی حتی تعدی الناقۃ فقال یا رسول
اللہ زعمت قریش انک انما خلفتنی انک استثقلتنی
وکرھت صحبتی وبکی فنادی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی الناس ما منکم احد الا ولہ حاجۃ
یابن ابی طالب اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون
من موسی الا انہ لا نبی بعدی قال علی رضیت
عن اللہ عز وجل وعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ سعد بن مالک نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ،
اونٹنی پر سوار ہو کر جہاد کے لئے روانہ ہوئے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا۔ جناب علی المرتضیٰ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اونٹنی سے بھی آگے بڑھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ!
قریش گمان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے اس لیے اپنے پیچھے چھوڑا کہ آپ مجھے
بوجھ سمجھتے ہیں اور میرے ساتھ رہنے کو برا جانتے ہیں اور رونے لگے

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بلند آواز سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس کو کوئی حاجت ابی طالب کے بیٹے کی طرف نہ ہو۔ کیا تو (اے علی) اِس بات پر خوش نہیں کہ تیرا رُتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا کہ موسیٰ کے نزدیک ہارون کا رُتبہ تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی ہُوا۔

حلِ لغت نَاقَۃٌ۔ اُونٹنی۔ اَلْحَمْرَاءُ۔ سُرخ۔ تَعَدّٰی۔ آگے بڑھ آئے۔ زَعَمَ۔ گمان کرنا۔ جھوٹ بات کہنا۔ یہ لغت اضداد سے ہے۔ یعنی جس طرح جھوٹی بات کہنے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح سچی بات کہنے کو بھی۔ اِسْتَثْقَلَنِیْ۔ آپ نے مجھے بوجھ جانا۔ ثِقَلٌ۔ یا ثِقَالَۃٌ۔ مصدر ہے جس کے معنی بھاری ہونا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے۔" اور (حضرت) علی رضی اللہ عنہٗ کو نائب بنایا۔" یعنی (حضرت) علی رضی اللہ عنہٗ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرما کر خود غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔ ارشاد ہے "جناب علی المرتضیٰ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی سے بھی آگے بڑھ آئے۔" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہٗ مدینہ منورہ سے چل کر لشکرِ اسلام سے آملے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو آگے بڑھ کر روکا۔ ارشاد فرمایا" رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بلند آواز سے ارشاد فرمایا کہ" تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ اُس کو کوئی حاجت ابی طالب کے بیٹے کی طرف نہ ہو۔" یعنی ہر ایک شخص جناب ابو تراب سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، کا محتاج ہے جس کسی کو بھی کسی مشکل کے وقت ضرورت پڑتی ہے۔ تو جناب امام الاولیاء اس کی حاجت برآری فرماتے ہیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ، ان کی ضرورتوں کو پورا فرماتے ہیں۔ ان کے مسائل حل فرماتے ہیں۔ ارشاد ہے "جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، نے فرمایا میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی ہوا"۔ یعنی اللہ جل جلالہ، اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ارشاد پر میرا سر خم ہے اور میں اس کی اطاعت پر راضی اور خوش ہوں۔

حواشی

۶۰-۱ : احمد بن یحیٰی۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۴۰-۱

۶۰-۲ : علی بن قادم : علی بن قادم الخزاعی الکوفی ہے۔ صدوق بشیعہ ہے۔ طبقہ التاسعۃ سے ہے۔ ۲۱۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ (التقریب ص ۲۴۸)

۶۰-۳ : اسرائیل۔ ملاحظہ کیجئے۔ اسماء الرجال حدیث ۲۶-۳

۶۰-۴ : عبداللہ بن شریک۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۴۰-۴

۶۰-۵ : حارث بن مالک : حارث بن مالک بن قیس اللیثی ہے اور ابن البرصاء کے نام سے مشہور ہے۔ صحابی ہے اس سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے تاخر الیٰ اواخر خلافت معاویہ (التقریب ص ۶۱)

۶۰-۶ : سعد بن مالک : یہ سعد بن مالک دراصل سعد بن ابی وقاص ہے ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۸-۶

بحضور پیرانِ پیر غوثِ اعظم دستگیر حضرت میراں محی الدین

الشیخ سیّد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ

از، حضرت علامہ پیرزادہ سیّد نصیر الدین نصیر گیلانی نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ رے کیا بارگہِ غوثِ جلی ہے
گردن کو جھکائے ہوئے ایک ایک ولی ہے
وہ ذات گلستانِ رسالت کی کلی ہے
نو رستہ گلِ گلشنِ زہرا و علی ہے
اولادِ حسن آلِ حسین ابنِ علی ہے
بے شک شہِ بغداد ولی ابنِ ولی ہے
سب ان کی عنایت ہے خفی ہے کہ جلی ہے
ہر رسمِ کرم اُن کے گھرانے سے چلی ہے
جس دل پہ نظر اُن کی ہو وہ روشن و بینا
اُن کو جو پسند آئے وہی بات بھلی ہے
ہوں نقشِ قدم جس پہ نبی اور علی کے
اُس در پہ کسی کی نہ چلے گی نہ چلی ہے
اِک سلسلۂ نور ہے ہر سانس کا رشتہ
ایمان مِرا حُبِّ نبی مہرِ علی ہے
اُس ذات سے شاہی کے قرینے کوئی سیکھے
وہ ذات کہ جو فقر کے سانچے میں ڈھلی ہے

مجھ کو تو محبت ہے بہت بادِ صبا سے
کیوں کر نہ ہو آخر ترے کوچے سے چلی ہے

مشکل ہوئی آسان اُنہیں جب بھی پکارا
یورشِ غم و آفت کی مرے سر سے ٹلی ہے

محشر میں وہی غازۂ انوار بنے گی!
مٹی تیرے کوچے کی جو چہرے پہ ملی ہے

ہر گام پہ سجدے کی تمنا ہے جبیں کو
یہ کس کا درِ ناز ہے یہ کس کی گلی ہے

جو نور ہے بغداد کی گلیوں کا اُجالا
ہر ایک کرن اُس کی مدینے سے چلی ہے

مَیں اُن کا ہوں تا حشر نصیرؔ اُن کا رہوں گا
صد شکر کہ اُن سے مری نسبت ازلی ہے

ہوا سارے جہاں میں بول بالا غوثِ اعظم کا
حقیقت تو یہ ہے رتبہ ہے اعلیٰ غوثِ اعظم کا
طریق چشت ہو یا سہروردی نقشبندی ہو
نظر آیا ہمیں ہر سُو اُجالا غوثِ اعظم کا

تخلیقِ کائنات

تحریر صوفی مشتاق احمد افغانی

ارشاد خداوندی ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

(پارہ ۲۸ التغابن)

"خالقِ اکبر نے کائناتِ ارض وسماوات کو درست تدبیر سے پیدا کیا۔ اور (اے انسان) تمہاری شکل وصورت کو انتہائی حسین انداز میں پیدا کیا۔ (لیکن) اپنے حُسن وجمال پر اترانا نہیں کہ اُس نے دھیرے دھیرے زوال پذیر ہو جانا ہے) اور تم نے اسی (خالقِ حُسن وجمال) کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(استفادہ از ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بزبانِ فارسی)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ خالقِ کُن فیکون نے کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ اس کا جواب ہمیں حدیثِ قدسی سے ملتا ہے۔ ارشادِ حق ہے: کنت کنزاً مخفیاً فاردت ان اعرف فخلقت الخلق۔ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوقات کو پیدا کیا۔"

خالقِ اکبر کی مخلوقات میں کائنات کی تخلیق کا مقام اپنی عظمت تنوع ہمہ گیری اور وسعت کے لحاظ سے انتہائی بلند ہے۔ جس طرح اللہ پاک حُسن وجمال کے لحاظ سے بے مثل وبے مثال ہے (جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ؕ یعنی اللہ کا رنگ (بڑا حسین ہے) اور وہ کون ہے جس کا رنگ اللہ کے رنگ سے

زیادہ حسین ہے) اسی طرح خداوند بزرگ و برتر کی تخلیقات حسن و جمال کی بوقلمونی اور نیرنگی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔

فضاء بیکراں کے اندر ستاروں اور سیاروں کی زمزمہ افشاں جھلملاہٹ سیم تن آبشاروں کی مانند چاندی بکھیرتی کہکشائیں، کاکل مشکیں کی طرح بکھرے بکھرے اور لہراتے بادل اور اُن سے مژدہ حیات دینے والی پھوار کی رم جھم، زمین کی بنجر کوکھ کو امید کی دولت سے نہال کرتی ہے پھر دیکھتے ہی دیکھتے زمین کا برہنہ سینہ سبزے کا زمردیں لباس زیب تن کر لیتا ہے۔ سینۂ کائنات پر جگہ جگہ دلفریب وادیاں اور پُرکشش مرغزار، شاہد رعنا کی طرح پھولوں کے حسین و جمیل گہنوں سے آراستہ و پیراستہ ہو کر صاحبان ذوق و نظر کو دعوتِ نظارہ دیتے ہیں۔

لہلہاتے پھول، چہچہاتے عنادل، زلفِ محبوب کی طرح بل کھاتی ندی نالے، سرسراتی ہوئی حیات آفریں ہوائیں۔ ترنم ریز آبشاریں۔ نرگس شہلا سُنبل و ریحان، سرو سمن اور گل نسرین کے اودے اودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن، مشک و عنبر کی مانند ہوشربا اور مسحور کُن خوشبوؤں کی لہریں ؟؟؟

مظاہر قدرت کا رمز آشنا جب خالق اکبر کی فن خلاقی کی معجز نما کرشمہ سامانیوں کو غور سے دیکھتا ہے تو بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ (پارہ ۱۸ سورہ مومنون) "بے انتہا تعریف کے لائق ہے وہ اللہ جل جلالہ، جو بہترین خالق ہے"

ایک مغربی مفکر نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو کیف و سرور

کے جذبات سے مغلوب ہو کر یُوں گویا ہُوا :

When we stand to gaze upon The scene before us, We grow tofed a part of it. Something in it communicates with something in us.The communion brings us joy and The joy brings us exaltation.

"جب ہم رُک کر اُن حسین مناظر پر نگاہ ڈالتے ہیں جو ہمارے سامنے حدِ نگاہ تک پھیلے ہُوئے ہیں تو ہم محسوس کرتے ہیں گویا ہم اُن مناظر کا حصّہ بن چکے ہیں اس حالت میں کائنات کا شاہد مستور ہم سے ہم کلام ہو جاتا ہے۔ یہ ہم کلامی کیف و نشاط پیدا کرتی ہے اور یہ نشاطِ وجد و مستی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔"

مغربی مفکر کا مناظرِ قدرت کے متعلق ان خیالات کا اظہار صاحبانِ بصیرت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ مناظرِ قدرت کا دلدادہ جب ان حسین مناظر کو محویت کے عالم میں دیکھتا ہے تو وہ ان کے اندر زیست و نمو اور رنگ و بُو پیدا کرنے والی قوتِ متحرکہ کو چشمِ تصوّر سے دیکھتا ہے پھر جب اپنے نفس کی گہرائیوں میں ڈوب کر زندگی کی حقیقت کو پا لینے کی جستجو کرتا ہے تو وہ یہ دیکھ کر اک خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہی قوّتِ متحرکہ اُسے زیست کے اسرار و رموز کی گتھیاں سُلجھانے میں مدد دیتی ہے۔

فطرت کے حُسن و جمال اور رعنائیوں کا گرویدہ جب باہر کی دُنیا کا موازنہ اپنے من کی دُنیا کے ساتھ کرتا ہے تو یہ دیکھ کر دم بخود رہ جاتا ہے کہ دونوں میں زیست و نمو کی یکسانیت اور حُسن و جمال کی حیران کُن مماثلت پائی جاتی ہے تو وہ اپنے سراپا میں خوشی اور مسرت کی ایک نادیدہ لہر کا

مد و جزر محسوس کرتا ہے مسرت کی لہر وارفتگی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور وارفتگی وجد و مستی کا رُوپ دھار لیتی ہے۔

یہ قوتِ متحرکہ فنِ تخلیق کی کرشمہ سازی ہے جو فرش سے لے کر عرش تک کی مخلوق میں اک قدر مشترک کے طور پہ پائی جاتی ہے۔ اجرام فلکی کی اَن گنت قسمیں فضائے بسیط میں طیور کی بے شمار اقسام، خطۂ ارض پر رینگنے، پُھدکنے اور برق رفتاری سے دوڑنے والے جانور سطح سمندر کے نیچے مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں کی حیرت انگیز اقسام کی وسیع و عریض دنیا، نباتات کی دنیا میں ناقابل یقین حد تک تنوع، رنگینی اور ثمر آفرینی جمادات کی دنیا کا تحیر افزا طلسم کدہ، سُرخ و سفید، سبز، نیلے اور پیلے پتھروں کی تہوں میں قدرت کے انمول خزانے، آگ اور نور کی مخلوقات یعنی فرشتے اور جنّات اور سب سے بڑھ کر قدرت کے فنِ تخلیق کا شہکار یعنی حضرت انسان۔

یہ سب خداوندِ بزرگ و برتر کے حُسنِ خلاقی اور فنِ صنّاعی کے نادر نمونے ہیں۔ ان سب کا وجود و نمود، حرکت و سعی اور کارگاہِ حیات میں تجاھد للبقاء مرہُونِ منّت ہے۔ قوّتِ متحرکہ کا جسے قرآنِ حکیم کے الفاظ میں رُوح کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ "روح" کیا چیز ہے؟ قرآن پاک اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ "وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ۝" یعنی اے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لوگ آپ سے روح کی ماہیّت کے بارے میں استفسار کرتے ہیں آپ انہیں بتا دیجئے کہ روح امر ربی ہے یعنی رُوح اللہ کا حکم ہے جسے مشیّتِ ایزدی اور منشاءِ ربی بھی کہا جاتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ کائناتِ ہست و بُود میں ایک حقیر ذرّہ (جسے خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں دیکھا جا سکتا) سے لیکر کوہ پیکر اجسام تک خواہ وہ فضاءِ بسیط میں معلق یا متحرک ہیں یا کرّۂ ارض پر گرم سفر ہیں یا زیرِ سطحِ سمندر تیر رہے ہیں۔ ایک ہی قانونِ ایزدی کے تحت زندگی کے شب و روز گذار رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے اس عالم گیر صداقت کو کس خوبصورتی کے ساتھ ایک شعر میں بیان کر دیا ہے

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دِل چیریں!

بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے مغربی مفکّرین اور سائنس دانوں کی کہ جن کی پُر عزم کاوشوں اور تحقیق و تجسّس کی بے پناہ صلاحیتوں نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد ذرّے کے دِل کو چیر کر اُس کے اندر چھپی ہوئی تباہ کاریوں کا سراغ لگایا۔ یوں انہوں نے منشاءِ ایزدی کی تعمیل کرتے ہوئے تسخیرِ کائنات کے سلسلے میں اہم پیش رفت کی ہے۔ اس فکر انگیز تحقیق نے سائنس دانوں کے لیے نئی جہتوں کا تعین کیا ہے جو ممالک توانائی کے بحران سے بُری طرح متاثر ہیں ان کے لیۓ ایٹمی توانائی مژدۂ جانفزا ہے بشرطیکہ خاوندانِ خیر و شر اسے خیر کے سانچے میں ڈھالنے کی مخلصانہ کوشش کریں۔ اور اگر اس زمانے کے بُش، کلنٹن، گورباچوف اور یلسن جیسے خود ساختہ ٹھیکیدارانِ خیر و شر اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے راستے میں حائل کمزور اقوام کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنانے پر تُل جائیں تو اس توانائی کو انسانیت کی تباہی و بربادی کے لیۓ استعمال کر سکتے ہیں

باوصف اس کے کہ جب ان لیڈروں کے نمائندے اقوامِ عالم کی مجالس میں بیٹھتے ہیں تو عالمِ انسانیت کے تقدس، عظمت اور خدمت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہوئے دُنیا کے چیمپئین بننے کا اعلان کرتے ہیں لیکن جب ان کے مفادات پر ہلکی سی بھی آنچ آنے کا خدشہ ہوتا ہے تو عالمِ انسانیت کی خدمت کے بلند بانگ دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور یہ نام نہاد ٹھیکیدارانِ انسانیت بھیڑیے کا رُوپ دھار لیتے ہیں اور کمزور و مظلوم اقوام کا گوشت بھنبوڑ بھنبوڑ کر نوچتے ہیں۔ اور ڈکار تک نہیں لیتے۔ اس سے بڑھ کر ستم ظریفی یہ ہے کہ امن و آشتی کے دعویدار اس صریح ظلم و ستم کو دیکھتے ہیں اور ظالم کے ہاتھ کو پکڑ کر ظلم کرنے سے روکتے نہیں ہیں۔ بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ علی الاعلان اجتماعی طور پر ظالمانہ کارروائیوں کی شدید مذمت تک نہیں کرتے۔ ع (تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو)

بہرکیف یہ ایٹمی توانائی کے سلسلے میں ایک جملۂ معترضہ تھا جسے بر سبیل تذکرہ بیان کیا گیا ہے۔ بات ہو رہی تھی تسخیرِ کائنات کی کہ جس کے حصول کے لیے صاحبانِ دانش و حکمت شب و روز کوشاں ہیں۔ کائنات کو مسخر کرنے کی سعی و جہد عین منشاءِ ایزدی کے مطابق ہے۔ اس ضمن میں قرآن حکیم میں کئی آیاتِ کریمہ موجود ہیں جن میں واضح طور پر خالقِ کائنات نے کائنات کے اندر پائی جانے والی ہر چیز کو مسخر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

باسمہ تعالیٰ

ہومیو پیتھی

ایک مختصر سا تعارف

ڈاکٹر سید زمرد شاہ
ڈی ایچ ایم ایس پشاور

قارئین کرام یوں تو دنیا میں علاج کے کئی ایک رائج ہیں لیکن دو طریقے بہت زیادہ مشہور ہوئے جن میں سے ایک ایلو پیتھی (Allopat y) اور دوسرا ہومیو پیتھی (Homoepathy) ہے زبان عام میں ایلو پیتھی کو انگریزی طریقہ علاج اور ہومیو پیتھی کو جرمن طریقہ علاج کہتے ہیں مضمون ھذا میں ہومیو پیتھی کے تعارف، بنیاد اور اصولوں کے مختصراً قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ ان کو ہومیو پیتھی کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات فراہم ہو سکیں

تعارف

ہومیو پیتھی ایک قدرتی (Natural) طریقہ علاج ہے لفظ ہومیو پیتھی دو لاطینی الفاظ کا مرکب ہے یعنی ہومیو (Homoeos) جس کے معنی مماثل مشابہ (Similar) ہے اور پیتھی (Pathy) جس کے معنی بیماری عارضہ (Disease) ہے پس ہومیو پیتھی کے لفظی معنی ہے مشابہ بیماری (Similar Disease) یا علاج بالمثل

ہومیو پیتھی ایک ایسا طریقہ علاج ہے جس میں بیماری کا علاج ایسی ادویات سے کی جاتی ہے جن میں مماثل مرض پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہو سادہ الفاظ میں اسکا مطلب یہ ہوا کہ بیماری کی حالت میں جسم کے اندر ایسا کیفیات پیدا کر دی جائیں جو موجودہ بیماری کے بیاری کے عین مماثل ہوں مثلاً اگر کسی مریض کو ملیریا کی شکایت ہو تو ایسی ادویہ استعمال کی جائے جس میں ملیریا کی سی علامات پیدا کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہو۔

بنیاد

ہومیو پیتھک طریقہ علاج اگرچہ پہلے سے کسی نہ کسی طرح موجود تھا۔ لیکن اس کی باقاعدہ بنیاد جرمنی کے ایک ڈاکٹر ہنی من Hahney Mann نے رکھی۔ ۱۷۹۰ء میں جب وہ پروفیسر کولن کی میٹریا میڈیکا (ایسی کتاب جس میں ادویات کے متعلق معلومات ہوں) کا ترجمہ کر رہے تھے تو ان پر نئے انکشافات کا ظہور ہوا۔ اس میٹریا میڈیکا میں ایک دوا "سکونا" کے بارے میں درج تھا جو ملیریائی بخاروں کے لئے نہایت ہی موثر دوا ہے۔ ڈاکٹر ہنی من Hahney Mann نے تجرباتی طور پر اس دوا کا جوشاندہ Liquid Extract تیار کیا اور اس کو پینا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اس میں ملیریا بخار کی مشابہ علامات یعنی جاڑا، بخار اور پسینہ کی کیفیات پیدا ہو گئیں۔ اس مشاہدہ نے ڈاکٹر Hahney Mann کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ سکونا کی ملیریائی بخار میں شفا بخشنے کی خاصیت اس وجہ سے تو نہیں کہ یہ دوا انسانوں میں ملیریا کی کیفیات پیدا کرنے کی اہل ہے؟۔ اس لئے انہوں نے اس مشاہدہ کو نقطہ آغاز بنا کر بہت سی ادویات کو آزمایا اور حوصلہ افزا۔ نتائج حاصل کئے اور اسی طرح ہومیو پیتھی کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔

ڈاکٹر Hahney mann سے بہت پہلے بقراط (۳۷۵ / ۴۶۰) نے اس طریقہ علاج کا ابتدائی کلیہ وضع کیا۔ اس نے واضح کیا کہ بیماری کی حالت میں اگر مساوی قوت کسی مساوی طاقت پر اثر انداز ہو تو اس عمل کا نتیجہ اعتدال ہے۔ یعنی اگر دوا کی مساوی قوت کسی بیماری کی مساوی طاقت پر اثر انداز ہو جائے تو نتیجہ کے طور پر تندرستی معرض وجود میں آتی ہے۔

پشاور میں اس طریقہ علاج کو یہاں کی ایک مشہور روحانی شخصیت عبیداللہ درانی (۱) رحمت اللہ علیہ نے کمال عروج تک پہنچایا۔ درانی بابا رحمت اللہ علیہ لوگوں کا مفت علاج کرتے تھے۔ آج بھی پشاور یونیورسٹی میں آپ کا کلینک جاری ہے۔ جہاں پر آپ کے خاندان کے کچھ ڈاکٹر حضرات مفت علاج کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ فرنٹیئر ہومیو پیتھک میڈیکل کالج پشاور کے پرنسپل جناب کیپٹن (ریٹائرڈ) غیور احمد خان صاحب نے کالج میں "درانی ڈسپنسری" کے نام سے ایک ڈسپنسری قائم کی ہے۔ جہاں پر غریب و نادار مریضوں کا مفت علاج ہو رہا ہے۔

دوسرے تمام علوم کی طرح ہومیو پیتھی کی اساس بھی چند اصولوں پر قائم ہے۔ جو کہ ذیل میں فرداً فرداً بیان کئے جاتے ہیں۔

■ مماثل دوا کا اصول

یہ ہومیو پیتھی کا وہ اصول ہے۔ جس پر اس کی عمارت کھڑی ہے۔ اور اس کو دیگر طریقہ ہائے علاج سے ممتاز کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کی حالت میں جس میں ایک نئی مماثل طاقتور بیماری پیدا کر کے اصل بیماری کو رفع کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ نئی بیماری ہومیوپیتھک دواؤں کے ذریعے پیدا کی جاتی ہے۔

دراصل ہوتا یوں ہے کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا ہے تو اس میں کچھ علامات پیدا ہوتی ہیں۔ جن کو بیماری کی علامات کہتے ہیں۔ ہومیو پیتھی کے مطابق اس بیمار انسان کو بالمثل دوا (ایسی دوا جو تندرست انسان میں اس بیماری کے مشابہ علامات پیدا کرے) دی جاتی ہے۔ اس دوا کو جب ایک خاص طاقت میں بیمار کو کھلایا جاتا ہے تو یہ پہلے سے بیمار جسم میں بیماری کی علامات کے مشابہ مصنوعی علامات پیدا کرتی ہے۔ یہ مصنوعی علامات اگر بیماری کی علامات سے طاقتور ہوں تو یہ بیماری کی علامات کو زائل کر دیتی ہے۔ اور بیماری کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک اصول ہے کہ بیماریاں خواہ قدرتی طور پر پیدا ہوئی ہوں یا مصنوعی طور پر، مشابہ بیماریاں ایک دوسرے کو رفع کر دیتی ہیں۔ یہاں پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ دوا کے دینے سے پیدا شدہ مصنوعی بیماری عارضی ہوتی ہے اور تھوڑے سے عرصے کے اور بغیر کسی قسم کا نقصان پہنچائے خود بخود ختم ہو جاتی ہے اور بیمار مکمل طور پر صحت یاب ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر افیون ایک قبض پیدا کرنے والی چیز ہے لیکن جب اس سے ہومیو پیتھک دوا بنائی جاتی ہے تو یہ قبض کشا بن جاتی ہے، کیونکہ یہ بیمار میں قبض کی سی مصنوعی علامات پیدا کر دیتی ہے جو اصل قبض کی علامات کو ختم کر دیتی ہے اور دوا کا اثر ختم ہونے پر بیمار مکمل طور پر صحت یاب ہو جاتا ہے۔

■ قلیل ترین دوا کا اصول

ہومیوپیتھک نظریہ کے مطابق بیماری کا وجود مادی نہیں بلکہ غیر مادی ہے اور مادی چیز کبھی بھی غیر مادی چیز پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ ہومیو پیتھی کے مطابق جس انسانی (بلکہ ہر ذی

روح) میں ایک غیر مرئی قوت یعنی قوت حیات (Vital Force) موجود ہے جو بحالت تندرستی جسم کے تمام افعال کو ہم آہنگ رکھتی ہے اور کسی بیرونی مداخلت کی صورت میں اس میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ پوری قوت کے ساتھ اس کی مدافعت کر سکے۔ لیکن بعض حالتوں میں حملہ آور طاقت یعنی بیماری کی قوت، قوت حیات سے زیادہ طاقت ور ہوتی ہے اور قوت حیات فی الفور اس کی مدافعت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ بیماری کے اثرات جسم پر مرتب ہوتے ہیں۔ یعنی بیماری کی حالت قوت حیات کے عمل میں بگاڑ کا نتیجہ تصور کی جاتی ہے۔ چونکہ قوت حیات ایک غیر مادی قوت ہے لہذا اس کا بگاڑ یعنی بیماری بھی غیر مادی ہے اور اس غیر مادی بیماری کو ختم کرنے کے لئے مادی نہیں بلکہ غیر مادی طاقت (ادویہ) کی ضرورت ہوتی ہے۔

قلیل ترین دوا کے اصول کے تحت دوا کو قلیل ترین مقدار یعنی غیر مادی حالت میں مریض کو دیا جاتا ہے۔ دواؤں کو مادی سے غیر مادی حالتوں میں تبدیل کرنے کے لئے ڈاکٹر ہن من نے ایک ایسا سائنسی طریقہ دریافت کیا جس سے دنیا بالکل ناواقف تھی۔ یعنی دواؤں کے Potentization کا طریقہ یعنی دواؤں کو ایک ایسے مخصوص طریقہ سے تیار کرنا جس میں دوا کی مادی قوت گھٹتی جاتی ہے اور اس کی غیر مادی قوت بڑھتی جاتی ہے اور اسی طرح دوا ایک سادہ شے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس عمل سے دوا کے اثرات لطیف سے لطیف تر ہو جاتے ہیں اور اس کی اثر پذیری بڑھ جاتی ہے۔ یہ طاقت لامحدود ہے اس کو جتنا چاہیں بڑھایا جا سکتا ہے۔

ہومیو پیتھک دوا کی ماہیت کا تعلق دراصل اس کی توانائی سے ہے نہ کہ اس کی مادی مقدار ہے۔ دوا کی ضروری ماہیت اس کی مقدار سے معکوس تناسب رکھتی ہے اور یہ تناسب مادہ اور توانائی کا ہے۔ یعنی جس قدر توانائی میں اضافہ ہو گا اسی تناسب سے دوا کی مادی مقدار گھٹتی جائے گی۔ ہومیو پیتھک دوا کی طاقت کو پوٹینسی کہتے ہیں۔

سائنسی اصطلاح میں آج کی دنیا میں یہ آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر Hahney Mann کے طریقے سے دواؤں کی تیاری میں کسی شے کے اندر موجود مالیکولوں اور ایٹموں کی طاقت کو کسی سیال (Liquid) یا سفوف (Powder) میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور یہی طاقت جسم انسانی میں موجود قوت حیات کے ساتھ توانائی کی سطح پر عمل کر کے مستقل شفا بخشتی ہے۔ چنانچہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں سب سے نمایاں چیز دواؤں کا توانائی کی سطح پر عمل

اور مستقل شفاء ہے۔ یعنی اس طریقہ علاج میں معالج کی نظر کبھی بھی وقتی طور پر مرض دور کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ دائمی طور پر مرض کا ازالہ ہوتا ہے۔

واحد دوا کا اصول

ہومیو پیتھی میں علاج کے لئے واحد دوا تجویز کی جاتی ہے۔ اس میں مریض کی مکمل علامات لے کر دوا کے ان علامات سے جو (Proving) کے دوران صحت مند آدمی پر مرتب ہو چکی ہوں سے موازنہ کیا جاتا ہے اور ایک بالمثل دوا دی جاتی ہے۔ مختلف امراض کی بنیاد پر مختلف دوائیں نہیں دی جاتیں بلکہ مجموعہ علامات کو دیکھ کر واحد دوا تجویز کی جاتی ہے۔ اس طریقہ علاج میں مریض کو علامات کے مجموعہ (Totality of Symptoms) کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ امراض کے علاج کے لئے مریض کی علامات کا مجموعہ ہی ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے امراض ہم سے علاج کے لئے مدد کے طالب ہوتے ہیں اور ہمیں واحد دوا کے چناؤ میں مدد دیتے ہیں۔

چونکہ مجموعہ علامات کی بناء پر واحد دوا کا چناؤ ایک مشکل اور وقت طلب کام ہے لہذا ڈاکٹرز حضرات آج کل مرکب نسخہ نویسی پر عمل کرتے ہیں اور ایک کی بجائے کئی ایک ادویات بیک وقت تجویز کرتے ہیں۔ جس کی کئی وجوہات بھی ہیں۔ مجموعہ علامات کی بناء پر واحد دوا کے چناؤ کے عمل کو Repertorization کہتے ہیں۔ آج کل یہ کام Computor کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ جو کہ نہایت آسان ہے اور وقت کا بچاؤ بھی ہوتا ہے۔

دوا کی آزمائش کا اصول

ہومیو پیتھی میں ادویہ کی آزمائش تندرست اور صحت مند انسانوں پر کی جاتی ہے۔ جب بھی کسی دوا کی آزمائش مقصود ہو تو اسے مخصوص مقدار میں صحت مند انسانوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے صحت مند جسم پر جو علامات پیدا ہو جاتی ہیں انہیں ایک خاص ترتیب کے ساتھ نوٹ کیا جاتا ہے اور پھر اس کو (Potentization) کے عمل سے گزار کر دوا کے طور پر انہیں علامات کے لئے مریضوں کو دی جاتی ہے۔ ہومیو پیتھی کے سوا مختلف طریقہ ہائے علاج میں ادویہ کی آزمائش جانوروں پر کی جاتی ہے جو کسی حد تک تو درست ہے مگر جانوروں کی ذہنی علامات،

احساسات اور جذبات کا علم ناممکن ہے۔ جبکہ انسانوں میں یہ آسانی سے معلوم جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ مختلف ادویات کا اثر انسانوں اور جانوروں پر مختلف بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً کوئی ایک دوا جانوروں کے لیے تو بے ضرر مگر انسانوں کے لئے ضرر رساں ثابت ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھی ادویہ کی آزمائش میں جانوروں کی بجائے انسانوں کو فوقیت دی جاتی ہے۔

انفرادیت کا اصول

ہومیو پیتھی میں مرض کا نہیں بلکہ مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مریض کے اندر موجود قوتوں کو اس قابل بنایا جاتا ہے کہ وہ جسم میں موجود تمام بگاڑوں (مرضوں) کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ ہومیو پیتھی کی رو سے ایک طرف تو ہر دوا زبردست انفرادیت کی حامل ہوتی ہے تو دوسری طرف ہر مریض میں بھی انفرادیت پائی جاتی ہے۔ انفرادیت ہر جاندار کی ذاتی خصوصیت ہے۔ ہر جاندار خواہ وہ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتا ہو اپنے میں انفرادی خصوصیات رکھتا ہے۔ جو اسے اس کے اپنے خاندان سے ممیز کرتی ہیں۔ اس دنیا میں بسنے والے تمام انسان باوجود یہ کہ نوع انسان سے تعلق رکھتے ہیں۔ شکل وصورت اور عادات واطوار میں کبھی بھی بالکل ایک دوسرے کے عین مشابہ نہیں ہوتے بلکہ ہر فرد اپنی ایک یا چند علیحدہ انفرادی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھی ہمیشہ فرد کو مدنظر رکھتی ہے۔ فرد جس طرح اپنے ماحول اور طبعی حالات سے دماغی اور جسمانی طور پر متاثر ہوتا ہے اور ان کے ساتھ رد عمل کرتا ہے۔ ان امور پر توجہ دے کر فرد کو ایک اکائی تصور کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ علاج میں مریض کی شکل وصورت، رنگ، عمر، جنس، عادات واطوار، ماحول، طبعی حالات، جسمانی ساخت اور ذہنی کیفیات وغیرہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جو اس کی انفرادیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

کوئی سے دو مریض ایسے نہیں ہوسکتے جن کی تمام تر علامات میں ۱۰۰ % یکسانیت یعنی مماثلت پائی جاتی ہو۔ اسی طرح کسی بھی دو ادویات کی علامات، اگر کتنی ہی مشابہ کیوں نہ نظر آرہی ہوں وہ کہیں نہ کہیں ایک دوسرے کو نمایاں کرنے والی علامات ضرور رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوا کبھی بھی دوسری دوا کا بدل نہیں بن سکتی۔

ہومیو پیتھی میں بظاہر ایک ہی نوعیت کی تکالیف میں مبتلا مختلف مریضوں کے لئے اندھا

دھند ایک ہی دوا تجویز نہیں ہوتی بلکہ ہر مریض کی مجموعی علامات کا انفرادی طور پر مکمل جائزہ لینے کے بعد ہر مریض کے لئے جداگانہ طور پر اس کی انفرادی علامات سے مماثلت رکھنے والی دوا منتخب ہوتی ہے۔ مثلاً گٹھیا میں ایک مریض کی تکالیف میں ذرا سی حرکت سے اگر شدید تکلیف ہوتی ہے تو اس کے لئے (Bryonia) دوا ہے۔ لیکن اگر مریض صرف حرکت ہی کی حالت میں آرام محسوس کرتا ہے تو (Rhus Tox) دوا ہوگی۔ حالانکہ مرض اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک ہی جیسا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ہومیو پیتھی میں انفرادیت کی بہت زبردست اہمیت ہے۔

آخر میں ایک بات قارئین کے گوش گوار کرنا ضروری سمجھی جاتی ہے وہ یہ کہ عوام الناس میں ہومیو پیتھی کے متعلق ایک تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ ایک سست طریقہ علاج ہے۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔ دراصل ہومیو پیتھی میں شفاء کی رفتار کا دارومدار بیماری کی نوعیت پر ہے۔ اگر بیماری پرانی ہو یا مزمن (Chronic) ہو مثلاً ٹی بی وغیرہ۔ تو مریض کی شفاء کی رفتار سست ہوگی۔ لیکن اگر مرض نیا یا حاد (Acute) ہو۔ مثلاً ملیریا وغیرہ تو مریض جلد صحت یاب ہو گا۔

ہومیو پیتھی ایک سستا طریقہ علاج ہونے کے ساتھ ساتھ زود اثر بھی ہے۔ اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اب تک یہ حکومت کی سرپرستی سے محروم ہے۔ اگر حکومتی سطح پر اس کی سرپرستی ہوتی تو نہ صرف اس طریقہ علاج کو ترقی ہوگی بلکہ عوام الناس کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا۔ صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب میں حکومت کی طرف سے کئی ایک ڈسپنسریاں قائم ہیں جو عوام کی خدمت میں مصروف ہیں لیکن حکومت صوبہ سرحد اس بارے میں مکمل طور پر خاموش ہے۔ میں رسالہ "الحسن" کے توسط سے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزیر صحت سے خواست کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے پر غور کر کے مناسب اقدامات کریں۔

---

(۱) حضرت عبید اللہ درانی صاحب رحمت اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ سے وابستہ تھے۔ آپ انجینئرنگ کالج پشاور (موجودہ انجینئرنگ یونیورسٹی) کے پرنسپل تھے۔ آپ مدیر اعلیٰ "الحسن" جناب حضرت علامہ قبلہ سید محمد امیر شاہ صاحب کے بے حد عقیدت مند تھے۔ اور ہمیشہ بڑے ادب و احترام سے حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔ آپ کا مزار شریف بمقام قادر نگر یونیورسٹی ٹاؤن میں ہے

فکر کی بات

اکبر خان ایم اے (اردو) وسیم

اسلام بذات خود ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے لئے کسی دوسرے آئین کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک آفاقی و بین الاقوامی دستور ہے اور ایسا دستور ہے جو کہ اللہ تعالیٰ رب العزت کا بنایا ہوا ہے۔ انسانی بنائے ہوئے آئین و دستور میں نقص ممکن ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے آئین میں یہ بات ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی اس عیب سے پاک و مبرا ہے۔ لیکن انسان عیبوں اور گناہوں سے اور خطاؤں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا اور یہ اس کے لئے ناممکن ہے کہ اس کے بنائے ہوئے کام میں کوئی نہ کوئی نقص نہ ہو۔ یہ ہم سب مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں و خطاؤں سے پاک و مبرا ذات ہے۔ بصورت دیگر ہم مسلمان ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ اسلامی آئین ہمارے پاس قرآن و سنت کی شکل و صورت میں موجود ہے تو پھر ہمارے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ ہم کیوں اپنے مسائل ایک ایسے ادارے کی طرف لے جاتے ہیں جس کا آئین ہی غیر اسلامی اور غیر مسلموں کا بنایا ہوا ہے اور جس کا چلن پھرن یہودی و عیسائی لابی ہے جس کا نام یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن ہے اس ادارے کی بنیاد ۱۹۴۵ء میں رکھی گئی۔ اس ادارے کے جتنے بھی مستقل ممبران ہیں وہ تمام کے تمام غیر مسلم ممالک ہیں اور یہ اسلام کے کٹر دشمن ہیں۔ دراصل یہ ادارہ سراسر انہیں کے اشاروں پر چلتا ہے جو وہ چاہتے ہیں یہ کرتا ہے۔ ان مستقل ممبران میں سے بعض کو ایک ایسا اختیار بھی حاصل ہے کہ اگر یہ چاہیں تو اس اختیار کے تحت کسی بھی درخواست یا قرار داد کو کوئی وجہ بتائے بغیر رد یا منظور کر دیں۔ اس اختیار کا نام (Power of Veto) رکھا گیا ہے۔ ذرا توجہ کیجئے یہ اختیار صرف مسلمانوں کے خلاف ہی زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے اور یہ اختیار صرف مسلم امہ کے لئے ہی خصوصاً بنایا گیا ہے۔

اکثر اگر کسی قرار داد کو مسلمانوں کے حق میں پاس ہونا ہوتا ہے تو اسے یہ فوراً ویٹو کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے سربوں کے خلاف اسلحہ حاصل کرنے کے لئے درخواست دی گئی اور وہ درخواست قرارداد کی شکل میں پاس ہونے والی تھی کہ امریکہ (اسلام دشمن) نے ویٹو کا اختیار استعمال کرتے ہوئے اسے رد کر دیا۔ دراصل یہ یہودی و

عیسائی لابی کا بنیادی مشن ہے کہ اسلام و مسلمانوں کو کمزور کریں اور اپنی جابرانہ حکمرانی قائم و دائم رکھیں لیکن یہ ناممکن و دیوانے کا خواب ہے یہ ہم مسلمانوں کے لئے فکر و غور طلب بات ہے ہم مسلمان تو حکومت کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں نہ کہ محکومیت و غلامی کے لئے۔ اگر ہم اپنی ماضی کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری (اسلامی) حکومت عدل و انصاف پر مبنی ہوتی تھی تمام افراد کے حقوق کی انصاف سے پاسداری کرتی تھی یہاں تک کہ غیر مسلموں کا تحفظ بھی اپنے ذمہ لیتی تھی۔ لیکن دیگر مذاہب میں یہ تصور مشکل سے پایا جاتا ہے اقوام متحدہ کا کام صرف فیصلے کرنا ہے عمل درآمد یہودی و عیسائی لابی کے اشاروں پر ہوتا ہے۔ جس میں ان کا کوئی فائدہ و مقصد ہو تو عمل درآمد کرا دیتے ہیں ورنہ خاموش! جھوٹ موٹ انسانی حقوق کا دعوی کرتے رہتے ہیں۔ جہاں دیکھو مسلمانوں پر ظلم و جبر ہو رہا ہے لیکن کوئی پرسان حال نہیں۔ کشمیر جنت نظیر کو دیکھو آگ میں جل رہا ہے لیکن اقوام متحدہ عمل درآمد پر ناکام نظر آرہا ہے۔ اگر کسی غیر مذہب کا معاملہ ہوتا تو تمام اتحادی اکٹھے ہو کر کچھ نہ کچھ کر دیتے لیکن یہاں معاملہ اسلام کا ہے وہ کب چاہتے ہیں کہ اسلام پھلے پھولے۔ میرے خیال سے کشمیر کے حل میں کچھ ان کا فائدہ نہیں بلکہ اس حل کے آگے روڑے اٹکانے میں ان کا فائدہ ہے۔ اس لئے کچھ نہیں کرتے کویت اور عراق کے معاملے میں ان کا کچھ نہ کچھ مقصد و فائدہ کار فرما تھا۔ اسی لئے اتحادی مل کر عراق پر جھپٹ پڑے۔ آفریں صد آفرین کہ عراق بھی نہیں گھبرایا اور برابر دشمنان اسلام سے برسرپیکار رہا۔ اب اگر یہ انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں تو کیوں نہ فوراً عراق کی طرح ہندوستان پر بھی حملہ آور نہیں ہوتے لیکن یہاں ان کے لئے کچھ فائدہ نظر نہیں آتا۔

فلسطین کو دیکھئے وہاں مسلمانوں پر کیا کیا ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ کوئی مثبت و مکمل فیصلہ نہیں ہو پا رہا۔ یہ سب اسی یہودی و عیسائی لابی کا ہاتھ ہے۔ اگر بھولے سے مسلمانوں کے حق میں کوئی فیصلہ دے بھی دیں تو ضرور کچھ نہ کچھ اس میں رخ ناقص چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس لابی نے ہمیشہ اقوام اسلام کو دھوکا دینے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر رہا۔

ادھر بوسنیا کے مسلمان سربوں کے ہاتھوں بے گناہ و بے خطا مارے جا رہے ہیں، وہ صرف اس لئے کہ وہ اپنا الگ اسلامی تشخص چاہتے ہیں اور آزادانہ اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونا

چاہتے ہیں۔ چیچنیا کے مسلمانوں کو دیکھ لیجئے ان کا بھی یہی حال ہے۔ لیکن روس کب چاہے گا کہ اسلام پھیلے اور اسلام کا بول بالا ہو۔ دراصل روس بھی یہودیوں اور عیسائیوں کا ایک سوتیلا بھائی ہے۔

کشمیر میں جو مقدس مقامات کی بے حرمتی کی گئی جس میں چرار شریف کی خانقاہ اور مسجد کی شہادت حضرت نورالدین ولی رحمت اللہ علیہ کے مزار شریف کی بے حرمتی' حضرت بل میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی بے حرمتی ان کے علاوہ اور مقدس مقامات کی بے حرمتی اور مسجدوں کو شہید کرنا شامل ہے۔ یہاں تک کہ سکھوں کی عبادت گاہوں کو بھی ہندوؤں نے معاف نہیں کیا۔ تو اس کے بارے میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا کیا خیال ہے۔

○ یہاں انسانی حقوق کی بات کیوں نہیں ہو رہی ؟

اب بہت ہو چکا یہ مسلمانان عالم کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا ہے اب مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار ہو جانا چاہئے اور اپنے اسلاف کے طریقوں کو اپنا لینا چاہئے جو کہ جہاد کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اقوام متحدہ کو یاداشتیں پیش کرنا ہمارا بنیادی حل نہیں' وہ ہمارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود اسلام دشمن قوتوں کے اشاروں پر چلتا ہے۔ ہمیں خود کوئی قدم اٹھانا پڑے گا اور بین الاقوامی جہاد کرنا پڑے گا۔ ہم اپنے بھائیوں کو تباہی میں گرے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے لئے ہم کو خود ایک بین الاقوامی ادارہ بنانا ہوگا۔ جس کے لئے ہمارے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے۔ ہمیں بنیان مرصوص کی طرح بننا ہوگا۔ اگر ہم کم بھی ہوئے تو انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی۔ تاریخ گواہ ہے مسلمان کم ہونے کے باوجود فتح و نصرت پر رہے۔ جنگ بدر اور جنگ احد ہمارے سامنے ایک مثال ہے۔ تھوڑے ہونے کے باوجود اور بے سرو سامانی کے باوجود مسلمانوں نے فتح کے جھنڈے گاڑ دیے۔ اس کے لئے ہم کو اسلام پر مکمل کاربند ہونا پڑے گا۔ اور اپنا ایک الگ پلیٹ فارم بنانا ہوگا۔ باہم مل جل کر خود اپنے فیصلے و مسائل حل کرنا ہوں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مسلمان اقوام متحدہ کا پیچھا چھوڑ دیں اور اسے خیرباد کہہ دیں۔ اور اپنا ایک جدا و علیحدہ ادارہ قائم کرلیں جو کہ بین الاقوامی سطح کا ہو اور اسلامی اصولوں پر چلایا جائے

اور اس کا نام اسلامی بین الاقوامی مصالحتی و امدادی ادارہ ہو اور ہر مسلمان ملک اس کا ممبر و نمائندہ ہو' بلکہ ہر مسلمان چاہے دنیا کے کسی کونے میں بھی بستا ہو اس کا ممبر ہو۔ یعنی Member Automaticaly اور یہ ادارہ تمام مسلم امہ کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرے۔ ہر مسلمان مالدار ریاست اپنے غریب مسلمان ملک کی امداد کرے یہاں تک کہ وہ ترقی یافتہ ملک بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے اکثر اسلامی ملک دنیا کی ہر قسم کی دولت سے مال و مال ہیں۔ اس طرح کوئی بھی اسلامی ملک یا کوئی بھی مسلمان کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گا اور امداد نہیں مانگے گا بلکہ خود امداد دینے والا بن جائے گا۔ یہ ادارہ خود مختار ہو' بغیر کسی دباؤ کے کام سرانجام دے۔ اگر کوئی غیر اسلامی ملک کسی بھی اسلامی ملک یا مسلمانوں پر زیادتی و چڑھائی کرے تو فوراً تمام اسلامی ملک اکٹھے ہو کر بغیر کسی خوف کے اس کا مقابلہ کریں اور اس کو ایسا سبق سکھائیں کہ نہ وہ اور نہ کوئی اور آئندہ ایسا کرنے کی جرات کرے۔ یہ ادارہ کسی کے دباؤ میں آئے بغیر ہر زیادتی کرنے والے سے باز پرس کرے۔ اور اگر آپس میں کوئی چپقلش پیدا ہو جائے تو خود مل بیٹھ کر اس کا تصفیہ کریں' جیسے کہ عراق و کویت وغیرہ کا تنازعہ۔ کسی غیر ملک کی کیا ضرورت تھی' یہ مسلمانوں کا آپس کا معاملہ تھا وہ خود بھی طے کر سکتے تھے لیکن یہ ہماری کمزوری ہے جس سے غیر مذہب والے فائدہ اٹھا جاتے ہیں اور مسلمانوں کو ترقی یافتہ دیکھ نہیں سکتے۔

کویت تیل سے مالا مال اور عراق بھی تیل کے ساتھ جنگی لحاظ سے بھی ترقی یافتہ تھا۔ امریکہ اور اس کے اتحادی کہاں چاہتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں۔ ان کو لڑوا کر نقصان پہنچایا اور ترقی میں روڑے اٹکائے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مدد تھی کہ عراق اتنی بڑی قوت اور اس کے اتحادیوں سے لڑ کر بھی پھر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔

ہمیں اپنے اس ادارے کے لئے کسی قانون کی ضرورت بھی نہیں ہمارے پاس قرآن و سنت کی روشنی میں آئین موجود ہے۔ جس پر ہم اس ادارے کو اچھی طرح چلا سکتے ہیں۔ دراصل ہماری پستی کا سبب اسلامی اصولوں کو چھوڑ دینا ہے۔ اگر ہم اسلامی تشخص کو مکمل طور پر اپنا لیں تو دیگر ادیان ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہمارا واحد دین اسلام ہے جو کہ بھائی چارے' امن و آشتی کا سبق دیتا ہے اس دین میں دیگر اقوام عالم کے ساتھ ساتھ ان کے دین و تشخص کو بھی تحفظ حاصل ہے۔ (باقی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تبصرۂ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں
تبصرہ نگار سید محمد انور شاہ قادری
لائبیرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور

غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رحمت اللہ علیہ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ وہ عظیم المرتبت انسان تھے جنہوں نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کی خدمت و اشاعت میں بسر فرمائی اور وصال کے بعد آپ کی باقیات صالحات یعنی اولاد امجاد کے علاوہ آپ کی نگارشات قلمی سے اب بھی عوام و خواص مستفید ہو رہے ہیں گویا آپ کے فیوضات کا سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔

آپ کے درج ذیل تین کتابچے جمعیت اشاعت اہلسنت نور محمد کاغذی بازار میٹھادر کراچی نے نہایت نفاست کے ساتھ شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کیا ہے

۱ عصمت انبیاء علیہم السلام (۲۴ ص)

۲ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (۸ ص)

۳ عبادت اور استعانت (۱۶ ص)

یہ تینوں تحریریں بڑی مفید اور کارآمد ہیں خصوصاً تیسرے کتابچے کا تو ہر ایک کو مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ معاندین اہلسنت اکثر سورۂ فاتحہ کی آیت "ایاک نعبدو و ایاک نستعین" کا غلط ترجمہ کر کے انبیاء و اولیاء کی تعظیم کو عبادت اور ان سے استعانت کو شرک قرار دے کر اہلسنت کو دھوکہ دیتے ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب نے قرآن حکیم کی دیگر آیات کی روشنی میں اس آیت کی وضاحت بڑے مدلل انداز سے فرما کر مخالفین کی کج فہمیوں کی پرزور تردید فرمائی ہے۔

○ پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے یہ کتابچے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

عنوان	خلیفہ سوم امیرالمومنین حضرت سیدنا عثمان غنی ذالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مصنف	مفتی جلال الدین احمد مجددی
صفحات	۴۰
سن طباعت	ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ / اپریل ۱۹۹۵ء
ناشر	تنظیم نوجوانان اہلسنت
جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر بازار حکیماں
بھاٹی چوک لاہور
سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲
ہدیہ دعائے خیر بحق اراکین و معاونین تنظیم

تنظیم نوجوانان اہلسنت قبل ازیں امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق اور امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر مفتی صاحب کی تخصیصات شائع کر چکی ہے زیر نظر کتابچہ آپ نے خلیفہ سوم امیرالمومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ، خلافت، فتوحات اور شہادت کے واقعات اختصار اور جامعیت سے قلم بند کیے ہیں۔ شائقین حضرات ۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ تنظیم کے نام ارسال کر کے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

صبا بحسنِ ادب گو تو غوثِ اعظم را
خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری ز خاطرِ ناشاد محنت و غم را

(شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ)